عہد نبوی میں نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بطور معلم تقرر

اورِ اصلاحِ معاشرہ میں ان کا کردار

The Nomination of Young "Ṣaḥābā" as a Preceptor And their Role in Reformation of Society

ڈاکٹر عبدالغفار*

ABSTRACT

It is above-board that teachers play an important role in forming, formulating, molding and developing the society as individuals and as a whole. The youth has ever been an icon to lead the community in every sphere of life. The young stuff has played the pivotal role in preaching, scribing, teaching, political, economic and even diplomatic fields. The present research article explores the role of various companions of Holy Prophet (ﷺ) in these fields. Firstly, the Holy Prophet (ﷺ) groomed his companions, stormed their brains and paved them on the Divine way, then sent them to the said fields to work. Among those companions, Ḥaḍrat Muṣ'ab bin 'Umayr, Mu'ādh bin Jabal, 'Abdullāh ibn e Maktūm, Rāfi' bin Mālik , 'Abdullāh ibn e Mas'ūd , 'Abdullāh ibn e 'Abbās, Abū Sa'īd Khudrī (رضی اللہ عنہ) as well as from females Ḥaḍrat 'Āyshah, Ḥaḍrat Ḥafṣah, Shifā bint-e-'Abdullah etc. were appointed as preachers. Their task was not only to teach and educate the community rather to present themselves before them as paragon for their particular fields.

The research concludes that the Prophet (ﷺ) laid down a criteria for selection of the teachers of Muslim Ummah. The selection criteria of the Prophet (ﷺ) was based not only on contingent variables but also on some special characteristics like teaching and training, potential empathy for the learners and a passion for social reformation. As a result, these preachers, after practicing their ideal and best performance, produced numerous educations, merchants, facilitators and reformers in the society.

The present research paper will explore the companions' efforts for the reformation of the society.

***Keywords**: Islamization of society, Young Preceptors, Teachers, Companions, reformation, Society.*

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، نارووال کیمپس

مقدمہ بحث

تعلیم و تربیت و اصلاح معاشرہ آپ ﷺ کے مقاصدِ بعثت میں سے ایک بنیادی ترین مقصد تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی اس ذمہ داری کو بحسن و خوبی سرانجام دیا۔ بعدازاں اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں اپنے تیار کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی مختلف اطراف و قبائل میں بطور معلّم کے متعین فرمایا۔ اس تعیناتی و انتخاب میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے متعلقہ ذمہ دار کی صلاحیت اور موزونیت کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یہ سیرت مطہرہ کا ایک ایسا گوشہ ہے جس سے آپ ﷺ کی حکمت و بصیرت اور مردم شناسی کا علم ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾(١)

اور اے ہمارے رب، انہی میں سے ایک رسول ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرما، جو تیری آیات انہیں پڑھ کرسنائے اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دے۔

اسلام ایک جامع، ہمہ گیر اور کامل دین ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے حوالے سے اس میں راہنمائی موجود نہ ہو اور اس ہدایت ورہنمائی کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتِ مقدس کے ذریعے کی جو بے حد وحساب خصائص و اوصاف کی مالک تھی اور جن کی سیرت مقدسہ کی بے پایاں تعلیمات پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (٢)

درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

آپ کا اُسوہ حسنہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی کا مکمل سامان فراہم کرتا ہے۔ مذہبی، معاشرتی، سیاسی، تعلیمی، اقتصادی، عسکری الغرض ہر گوشہ حیات کو محیط ہے۔ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، سپہ سالار، افسر، سپاہی، معلّم، غریب، دولت مند، عابد و زاہد، امام اور پیشوا تمام مناصب پر فائز تھی۔ آپ ﷺ کی شخصیت میں معاشرے کے تمام افراد کے حوالہ سے ہدایت اور رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ متنوع اوصاف کی جامع ہے اور ان اوصاف میں سے ایک اہم وصف یہ ہے کہ انسانی نفسیات کو ملحوظ خاطر رکھنا اور کسی شخص کی صلاحیت اور قابلیت دیکھ کر اس کے مطابق اُسے ذمہ داری دینا، کسی عہدہ یا سرکاری منصب پر فائز کرنا۔ (٣)

---

(١) سورۃ البقرہ:١٢٩

(٢) سورۃ الاحزاب:٢١

(٣) مبارکپوری، اطہر، قاضی، خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظام تعلیم وتربیت، ادارہ اسلامیات، لاہور، ٢٠٠٠ء، ص:٤

یہ ایک ایسا وصف ہے جو آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا نہایت نمایاں اور اعلیٰ وصف ہے اگر ہم کتب سیرت کا مطالعہ کریں تو آنحضرت ﷺ کے حوالے سے اس کا بارہا مشاہدہ کرنے میں آتا ہے کہ جن لوگوں کو آپ ﷺ نے کسی اہم سرکاری عہدے و منصب پر فائز کیا یا دعوتِ دین اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے روانہ فرمایا یا خطابات و القابات سے نوازا تو تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حقیقتاً یہ لوگ اس کی اہلیت رکھتے تھے۔

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو اُن کی اہلیت وصلاحیت کے مطابق معلّمین کے عہدوں پر فائز کیا کیونکہ کسی بھی ریاست کے نظام تعلیم اور اصلاح معاشرہ میں معلّمین کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔ تعلیم وتربیت ہی وہ بہترین ذریعہ ہے جس سے ریاستی، معاشرتی اور مذہبی اقدار سے متعارف کروایا جاسکتا ہے۔ مقالہ ہذا اپنے مباحث کے اعتبار سے دو قسموں پر مشتمل ہے۔

الف۔ عہد نبوی میں نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بطور معلم تقرر۔

ب۔ اصلاح معاشرہ کے لیے ان کا کردار۔

ابتداءً معلّمین کے عہدوں پر فائز ہونے والے نامور نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُن کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا»[1] بلاشبہ مجھے معلّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

معلّم انسانیت آنحضرت ﷺ نے بعثت کے بعد تعلیم وتربیت پر بہت توجہ دی اور اسی منہج رسالت و نبوت کا خاصہ قرار دیا اور اسی منہج تعلیم وتربیت کی آبیاری کے لیے صبح وشام محنت کی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بڑی تعداد میں شاگرد پیدا ہوگئے۔ یہ تلامذہ جلد ہی بڑے معلّم اور مربی کے طور پر معروف ہوئے۔ ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

حضرت علی مرتضیٰ، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری، مصعب بن عمیر، اُبی بن کعب، عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبادۃ بن صامت، سعد بن ابی وقاص، جابر بن عبد اللہ، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، عبد اللہ بن عباس، ابو درداء، ابوعبیدہ بن الجراح اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم وغیرہ اور خواتین میں حضرت عائشہ، ام سلمہ، حفصہ اور شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہن وغیرہ۔[2]

ان عظیم معلّمین کے لیے معلّم اوّل اور مرجع اساسی، آپ ﷺ ہی تھے۔ ان معلّمین کو حالات واقعات

---

(۱) ابن ماجہ، محمد بن یزید، أبو عبد اللہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحثّ علی طلب العلم، حدیث نمبر: ۲۲۴، دار السلام، ریاض، طبع اول: ۱۹۹۹ء

(۲) خیر القرون کی درس گاہیں، ص: ۴-۵

کے مطابق آپ ﷺ مدینہ منورہ سے باہر مختلف مقامات پر تعلیم و تدریس کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ تعلیم و تدریس کے لیے فردشناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے افراد کا انتخاب کرتے جو معلّمانہ اوصاف سے متصف ہوتے یعنی نبی ﷺ تعلیمی امور اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے ایسے افراد کا تقرر کرتے جن میں تعلیمی قابلیت اور معلّمانہ اہلیت بدرجہ اتم موجود ہوتی۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر

۱۱ نبوی میں بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد اہل مدینہ نے ایک تربیت یافتہ معلّم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کسی ایسے آدمی کو بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے اور قرآن پڑھائے۔

آپ ﷺ نے فردشناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس شخصیت کا انتخاب کیا وہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے، جو بہترین معلّمانہ اوصاف کے حامل تھے۔

ابن اسحاق کی روایت ہے:

> ”جب انصار بیعت کے بعد واپس پلٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور دین کی بصیرت اور صحیح سمجھ پیدا کریں“۔(۱)

نبی کریم ﷺ کی طرف سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا معلمانہ تقرر آپ ﷺ کی فردشناسی پر دلالت کرتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی آپ کی تقرری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”کبار صحابہ اور سابقین اولین میں حضرت مصعب بن عمیر عبدری رضی اللہ عنہ کا انتخاب ظاہر ہے کہ محض ان کی سبقت اسلام اور شخصی و خاندانی وجاہت کے سبب نہیں ہوا تھا۔ وہ یقیناً سابق صحابی تھے اور انہوں نے اسلام کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں لیکن ان سے کہیں زیادہ سبقت اور قربانی کا شرف رکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ ان کا انتخاب صرف اس بنا پر کیا گیا تھا کہ وہ مجموعی اعتبار سے اس منصب عظیم کے لیے موزوں ترین تھے۔“(۲)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ 'مُقری' (استاذ) کے نام سے معروف ہوگئے۔ ان کی علمی بصیرت، عقل و دانش اور معلمانہ اوصاف کی بنا پر 'بنی عبد الاشہل' کے دونوں سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ دائرہ

---

(۱) ابن ہشام، عبد الملک أبو محمد، السیرۃ النبویہ، دار المعرفہ، بیروت، طبع اول ۱۹۹۲ء، ۱/ ۴۳۴

(۲) صدیقی، یسین مظہر، ڈاکٹر، عہد نبوی کا نظام حکومت، ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ، طبع اول: ۱۹۹۴ء، ص: ۹۴

اسلام میں داخل ہوئے اور ان کے قبولِ اسلام کا یہ اثر ہوا کہ شام تک سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا سارا قبیلہ اسلام لے آیا سوائے ایک آدمی کے جس کا نام 'اصیرم' تھا اس کا اسلام جنگ اُحد تک مؤخر ہوا، "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ معلّم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تعلیم وتربیت اور اصلاحِ معاشرہ کی وجہ سے نبوت کے تیرہویں سال ایام حج تک انصار کا کوئی ایسا گھرانہ باقی نہ بچا کہ جس میں چند مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہو چکی ہوں۔ صرف بنی اُمیہ بن زید، خطمہ اور وائل کے چند مکانات باقی رہ گئے تھے۔"(۱)

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تقرر نبوی فردشناسی پر دلالت کناں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ایسے معلّم کا انتخاب کیا جس نے مدینہ میں انقلاب برپا کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر

ہجرت سے قبل مدینہ میں حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بحیثیت معلم قرآن ذمہ داریاں ادا کرتے رہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

«أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ»(۲)

ہمارے ہاں سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم آئے اور یہ حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا بطور معلم قرآن تقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فردشناسی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی اشاعت وتعلیم کے لیے ایسے شخص کا انتخاب کیا جو قرآن مجید پر کامل دسترس رکھتا ہو۔ عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ آپ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہی قرآن مجید حفظ کرنے اور سیکھنے میں مشغول ہو گئے تھے۔ آپ کی عزت وتکریم میں سورہ عبس کی ابتدائی ۱۶ آیات کا نزول ہوا۔ آپ کو مؤذن مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو غزوات کے موقع پر ۱۲ یا ۱۳ مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

اصلاح معاشرہ کے لیے آپ کا خصوصی کردار

آپ نے اصلاح معاشرہ کے لیے نمایاں کردار سرانجام دیا خصوصاً تدریس قرآن مجید کے حوالہ سے ریاست

---

(۱) ابن قیم الجوزیۃ، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر، زاد المعاد، (مترجم، رئیس احمد جعفری) نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۷۵ء، ۲/۵۱

(۲) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مقدم النبی ﷺ وأصحابہ المدینۃ، حدیث نمبر: ۳۹۲۵، دار السلام، ریاض، طبع دوم: ۱۹۹۹ء

مدینہ میں لوگوں کے بچوں کو قرآن اور اس کی تفسیر پڑھایا کرتے تھے جس کی وجہ سے قرآن مجید کی تعلیم عام ہوئی، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کئی ایک خواتین نے بھی آپ سے قرآن سیکھا اور قبیلہ بنو نجار آپ کی دعوت سے دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔(١)

حضرت رافع بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر

آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلے خزرج کی شاخ بنی زریق کا معلّم و نقیب بنایا اور آپ کو سورۃ یوسف اور جس قدر قرآن مجید نازل ہوا تھا عطا فرمایا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ اس قرآن کے ساتھ مدینہ آئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اپنے ہاں جمع کیا اور ان کو قرآن سنایا۔ جس کی وجہ سے معاشرہ کے اندر ایک مثبت تبدیلی پیدا ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے تدریس قرآن کی وجہ سے کئی لوگ قرآن مجید میں فہم اور ادراک حاصل کر کے معاشرے کے لیے بہترین استاذ ثابت ہوئے۔

حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ ان چھ سرداروں، بارہ سرداروں اور ستر سرداروں میں بھی تھے، جو مکہ آنے والے مدینہ کے پہلے چھے مسلم افراد، بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ میں موجود تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے مدینہ میں بہت کم پڑھے لکھے افراد تھے البتہ چند لوگ پڑھ لکھ سکتے تھے کہ جن میں سے ایک حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

آپ میں معلّمانہ اور قائدانہ اوصاف موجود تھے۔ ان اوصافِ معلّمانہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سورۃ یوسف اور جس قدر قرآن مجید نازل ہوا تھا عطا فرمایا اور نقیب و معلّم کی ذمہ داری سونپی۔

اصلاح معاشرہ کے لیے کردار

رافع بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری کو بخوبی انجام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد، رافع بن مالک رضی اللہ عنہ کی تعلیمی و دینی خدمات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپ نے شہر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں سے مشاورت کے بعد ایک شہری نظام قائم کیا جس سے شہر کے تمام لوگوں کی حفاظت کا انتظام ہو سکے۔ بیعت عقبہ کے بعد اور ہجرت سے قبل آپ کی دعوت دین کی وجہ سے ایک سو کے قریب افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔(٢)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> "حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے واپس آنے کے بعد ہی اپنے قبیلہ کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم پر آمادہ کیا اور آبادی میں ایک بلند جگہ (چبوترہ) پر تعلیم

(١) عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، دار احیاء التراث الاسلامی، بیروت، طبع اول:١٣٢٨ھ، ٣/٢١٣

(٢) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور دانش گاہ پنجاب، ٩/٢١٤

دینی شروع کی۔ مدینہ میں سب سے پہلے سورۃ یوسف کی تعلیم حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے ہی دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لانے کے بعد حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی دینی و تعلیمی خدمات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔"[1]

حضرت منذر بن ساعدی رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر

صفر ۴ھ میں ابوبراء عامر بن مالک کلابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ اہل نجد کی تعلیم و تبلیغ کے لیے معلّم بھیج دیں تو وہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراء صحابہ میں سے ستر افراد کا انتخاب کیا اور ان کا امیر حضرت منذر بن عمرو ساعدی رضی اللہ عنہ کو بنایا، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلّمین و قراء کو دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔[2]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ بطور معلّم مقرر فرمایا تھا ایک بار مکہ مکرمہ اور دوسری مرتبہ یمن میں۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا امیر بنایا تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وہاں دینی تعلیم دینے کے لیے مامور فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملک یمن کے علاقہ "جند" کا امیر و معلّم بنا کر روانہ فرمایا۔

ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۰۲ء) نے، "خطبات بہاولپور" میں آپ کے لیے صدر ناظرات تعلیم کا لفظ استعمال کیا ہے۔[3]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وہ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل، ایک ذیلی تعلیمی عہدیدار کے علاقہ کے بعد دوسرے عہدیدار کے علاقے میں جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعلیمی امور پر ان کی علمی ثقاہت کی بنا پر تقرر کیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا علم میں مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے۔ جس میں آپ کو حلال و حرام کا سب سے بڑا عالم قرار دیا گیا۔"[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن سیکھنے کی تلقین کی ان میں سے ایک حضرت معاذ بن

---

(۱) الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۲/۱۹۰

(۲) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲/۱۸۸-۱۸۳؛ ابن قیم، زاد المعاد، ۲/۱۰۹-۱۰۰

(۳) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، خطبہ تعلیم، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، طبع دوم: ۲۰۰۲ء، ص: ۱۷۰

(۴) طبری، ابوجعفر، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۷ء، ۲/۲۷۴

جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اسْتَقْرِؤوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ؛ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيفَةَ وَأَبِيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنهم»(١)

چار اشخاص سے قرآن پڑھو، عبد اللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجتے وقت ان کے مقام و مرتبہ کو پسند فرماتے ہوئے ان کے سینے پر ہاتھ مارا جس سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا رسوخ فی العلم واضح ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کا شمار کاتبینِ وحی میں ہوتا تھا اور عہد صدیقی و فاروقی میں درس ارشاد فرماتے تھے۔ آپ نے عہد صدیقی و فاروقی میں بھی معلّم کے فرائض سرانجام دیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو احکام املاء کروائے جاتے باقاعدہ ریکارڈ رکھتے بعد ازاں محققین کو وہ ریکارڈ ملا تو اسی سے استنباط کر کے اسلامی قوانین کی صورت گری کی گئی۔ فقہی و احکامی نوعیت کے مسائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے عوام الناس تک پہنچایا کرتے تھے۔ مثلاً یمن سے آپ کو خط لکھا کہ سبزیوں پر زکوۃ ہے؟ رسالت مآب نے تحریری طور پر جواب لکھا کہ سبزیوں پر زکوۃ نہیں۔ (٢)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"یمن میں آپ کی دعوت دین کی وجہ سے کئی یمنی قبائل نے اسلام قبول کیا اور سرکاری سرپرستی میں دیوان الانشاء، تعلیم، کتابت، آئین سازی اور غیر ملکی زبانوں کو سیکھنے کے کے متعدد مراکز قائم کیے"۔ (٣)

جنگ بدر کے قیدیوں کا بطور معلّمین تقرر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمی ترقی اور اصلاح و تربیت کے لیے کوئی موقع ضائع نہیں کیا اور اس کے لیے غیر مسلموں کو بھی استعمال کیا۔ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے جو پڑھے لکھے افراد تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذمہ

---

(١) صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث نمبر :٣٨٠٦

(٢) عہد نبوی کا نظام حکومت، ص:٩٤

(٣) ابن کثیر، ابو الفداء، عماد الدین اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر العربی، بیروت، ١٣٥١ھ، ص:١٣٠

لگایا کہ وہ دس دس افراد کو لکھنا سکھادیں اور آزادی حاصل کر لیں۔ (۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر اور اصلاح معاشرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ ہجری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کے علاقے 'عدن' اور 'زبید' میں بطور معلّم و حاکم بنا کر بھیجا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ میں قائدانہ صلاحیتیں اور معلّمانہ اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بیک وقت قاری، حافظ، عالم، فقیہ اور قاضی تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور معلّم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تقرر کیا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قرآن مجید میں گہرا شغف اور مہارت رکھتے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کس طرح قرآن پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا:

"میں دن رات میں ہر وقت پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں (یعنی وقتاً فوقتاً پڑھتا ہوں)"۔ (۲)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوبصورت آواز کی بزبان رسالت یوں تعریف کی گئی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

«يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُعْطِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ» (۳)

اے ابو موسیٰ آپ کو آل داود کے مزامیر میں سے ایک مزمار (حسن آواز) عطا کیا گیا ہے۔

عہد فاروقی میں آپ کو کوفہ اور بصرہ کا امیر بنایا گیا اور دونوں مقام میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس درس منعقد کی اور کتاب و سنت اور فقہ کی تعلیم دی اور بطور معلّم اپنی خدمات سر انجام دیتے رہے۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کا تعلیمی اُمور پر تقرر اور اصلاح معاشرہ

اسلامی سلطنت کا ایک اہم ضلع 'نجران' (۴) تھا جس پر قیس بن الحسین کو گورنر مقرر کیا گیا تھا لیکن تعلیمی، فقہی اور عدالتی امور کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ ان کی تعلیمی ذمہ داریوں کے متعلق آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو نجران بھیجا تا کہ انہیں قرآن و سنت کی روشنی میں دین اسلام

---

(۱) ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الہاشمی، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۳۷۶ھ، ۲/ ۲۲

(۲) صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب بعث أبی موسی ومعاذ إلی الیمن قبل حجۃ الوداع، حدیث نمبر: ۴۳۴۱

(۳) صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوب بالقراءۃ للقرآن، حدیث نمبر: ۳۸۵۵

(۴) نجران سعودی عرب کے صوبہ نجران کا ایک شہر ہے جو یمن کی سرحد کے قریب ہے۔ نجران اگرچہ چار ہزار سال قدیم ہے اور اس پر کچھ عرصہ قدیم رومن افواج کا قبضہ بھی رہا مگر اس کو ۱۹۶۵ء میں نئے شہر کا درجہ دیا گیا اور اب وہ سعودی عرب کے تیزی سے ترقی کرنے والے شہروں میں سے ایک ہے، اس کے زیادہ تر باشندے قحطانی قبیلہ کی شاخ بنو یام سے تعلق رکھتے ہیں۔

کی تعلیم دیں اور ان سے زکوۃ وصول کریں۔ (١)

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب بھی دیا جس میں تعلیمی اور دیگر ذمہ داریاں رقم کی گئیں تھیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ذریعے رسول کریم ﷺ کا وہ خط نقل کیا ہے جو آپ ﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو روانگی کے وقت لکھ کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اہل یمن کو دین سمجھائیں، سنت کی تعلیم دیں اور زکوۃ وصول کریں۔ (٢)

ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ تعلیمی امور میں بھی ان کا تقرر کیا گیا تھا۔ (٣) آپ ﷺ نے اُن کی اہلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا تقرر فرمایا تھا۔

تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم و تدریس کا کام ایک مشکل ذمہ داری ہوتی ہے۔ جس میں صرف خداداد صلاحیتوں کے مالک افراد ہی کامیاب ہوتے ہیں ۔ آپ نے جن علاقوں میں اصلاح و تبلیغ کا کام کیا اور وہاں علمی و دینی اثرات مرتب کیے ۔ ان میں مرکزی عرب کے پانچ خاندان قریش، خزرج اوس، کلب، لخم، غطفان، ہوازن، خزیمہ، خزاعہ، کنانہ، حضرموت، سدوس، تمیم اور یمن کے قبائل شامل ہیں آپ نے ہر قبیلہ میں ایک مرکزی درس گاہ قائم فرمائی، جہاں قرآن و سنت کی تعلیم دی جاتی تھی، جس کی وجہ سے چند سالوں میں ان قبائل میں نمایاں تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہوئیں ، اس وجہ سے اسلام عرب میں تو پھیلا ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ ریاست مدینہ کی قومی زبان بھی حجاز سے نکل کر جنوب میں یمن اور حبشہ تک پھیل گئی اور اسلامی اصطلاحات، معانی و مفاہیم سے پورا عرب روشناس ہو گیا۔ (٤)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر

حضرت ابوعبیدہ بن جراح جلیل القدر صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے معلّمانہ اوصاف اور صلاحیت و لیاقت کی بنیاد پر انہیں بطور معلّم مقرر فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمن سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھیجئے جو ہم کو اسلام اور سنت کی تعلیم دے۔

آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

« لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ » (٥)

---

(١) ابن عبدالبر، ابوعمر، یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالجیل، بیروت، طبع اول:١٩٩٢م، ٢/٥١٧

(٢) بیہقی، أبو بکر أحمد بن الحسین، دلائل النبوۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ١٤٠٥ھ، ٥/٤١١

(٣) حمید اللہ، ڈاکٹر، اسلامی ریاست، الفیصل ناشران لاہور، ٢٠٠٥ء، ص:١٢١

(٤) پھلواری، محمد حفیظ اللہ، عہد نبوی میں علمی ترقیاں، نقوش رسول نمبر جلد٤ لاہور، ادارہ فروغ اسلام، لاہور، ١٩٨٣، ص:١٤٤

(٥) صحیح بخاری، کتاب أخبار الآحاد، باب ما جاء فی اجازۃ خبر الواحد، حدیث نمبر: ٧٢٥٥

ہر امت کا امین ہوتا ہے، اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ کا تقرر اُن کی تعلیمی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا تھا۔ آپ نے یمن میں تعلیم و تربیت اور معاشرتی اصلاح کے لیے نمایاں کردار سر انجام دیا۔ درس و تدریس کے علاوہ یمن کے قحطانی قبائل میں دعوت دین اور اصلاح معاشرہ کا کام کیا جس کی بدولت قحطانی قبائل میں دین اسلام کی خوب ترویج ہوئی۔

قرآن سیکھنے کیلئے مخصوص افراد کا تقرر

رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے چار افراد حضرت عبد اللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُمْ سے خاص طور پر قرآن مجید سیکھنے کی تلقین فرمائی۔ یہ چاروں افراد قرآن مجید کے حافظ، قاری، عالم اور فقیہ تھے اور ان کو قرآن مجید پر عبور حاصل تھا۔ قرآن مجید کی تعلیم کے حصول کے لیے ایسے افراد کا تقرر کیا جو اس کے لیے انتہائی موزوں تھے۔ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایسے چار افراد کے بارے میں قرآن سیکھنے کی تلقین کی جو قرآن مجید میں رسوخ اور عبور رکھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

«اسْتَقْرِؤوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنهم» (۱)

چار اشخاص سے قرآن پڑھو، عبد اللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُمْ سے۔

حضرت ابی بن کعب رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ بہت بڑے عالم، فقیہ، قاری اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ نقیب النقباء میں سے ایک ہیں۔ ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ میں جو چند لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے ان میں سے ایک ابی بن کعب رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ ہیں۔ فرمانِ نبوی کے مطابق ابی بن کعب رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ امت کے سب سے بڑے قاری ہیں۔ آپ کاتبین وحی میں سے ایک اہم کاتب ہیں، بلکہ مدینہ کے سب سے پہلے کاتب ہیں۔ فرمانِ نبوی کے مطابق رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اللہ عزوجل نے ابی بن کعب رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُ کا نام لے کر فرمایا کہ قرآن سنائیں۔ عہد فاروقی میں آپ کی بہت بڑی علمی مجلس ہوا کرتی تھی، اور متعدد حضرات نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ (۲) الغرض نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے چاروں افراد سے قرآن مجید سیکھنے کی تلقین آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی فردشناسی کا مظہر ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب معاذ بن جبل، حدیث نمبر: ۳۸۰۶

(۲) صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ، حدیث نمبر: ۴۹۵۹

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تقرری اور اصلاحِ معاشرہ

حضرت عبداللہ بن مسعود جلیل القدر صحابی تھے۔ تعلیم و تعلّم کے ساتھ ساتھ دعوتِ دین اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے خوب کام کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے انہیں معلّم و مبلّغ مقرر فرمایا تھا۔ آپ تمام غزوات میں شریک رہے اور ابوجہل کو قتل بھی کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کوفہ والوں کی درخواست پر آپ کو معلم مقرر فرمایا اور اہل کوفہ کی طرف خط لکھا:

«إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ أَمِيرًا، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ مُعَلِّمًا وَوَزِيرًا، وَهُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَاسْمَعُوا، وَقَدْ جَعَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَلَى بَيْتِ مَالِكُمْ فَاسْمَعُوا فَتَعَلَّمُوا مِنْهُمَا، وَاقْتَدُوا بِهِمَا، وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللَّهِ عَلَى نَفْسِي»(١)

میں عمار کو تمہارے پاس امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے بدر کے منتخب صحابہ میں سے ہیں لہذا ان کی باتوں کو خوب دھیان لگا کر سنو اور میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے بیت المال کا نگران مقرّر کیا ہے لہذا اس کی اطاعت کرو اور ان دونوں سے سیکھو اور ان دونوں کی پیروی کرو اور میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معاملے میں تمھیں اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔

کوفہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے نبوی علوم کی نشرواشاعت اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی معلمانہ تقرری اور اصلاحی خدمات

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ آپ ﷺ کی رحلت کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ نبی کریم ﷺ نے کئی مرتبہ علم میں اضافے کی دعا دی آپ ﷺ نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ»(٢) اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔

آپ علم کے حصول کے لئے بڑے حریص تھے جن کی تفصیل کتب احادیث میں ملتی ہے۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں نوجوانوں کی اصلاح اور دعوتِ دین کے لئے مقرر کئے گئے۔ اس نوجوان نے خوب محنت کی اور بلند مقام حاصل کیا یہاں تک کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

«نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ»(١) ابن عباس قرآن مجید کے کتنے عمدہ ترجمان ہیں۔

---

(١) حاکم، نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ١٩٩٠، حدیث نمبر: ۵۶۶۳، ۳/۴۳۸

(٢) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، حدیث نمبر: ۱۴۳

آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کے مختلف مقامات پر قرآن کریم کی تدریس کے لیے حلقہ جات قائم کیے تھے، جہاں قرآن کریم تجوید و قرات، تفسیر اور قرآن مجید کے مختلف علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی تھی، جس کی وجہ سے قرآن مجید کی نشر واشاعت ممکن ہوئی۔ معاشرتی اصلاح کے لیے آپ نے نوجوانوں کو خصوصی طور پر ہدف بنایا اور ان کی اصلاح کے لیے ہفتہ وار دروس کا اہتمام کیا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے آپ کو قبیلہ جہینہ کی طرف ایک وفد کے ساتھ ناظم تبلیغ بنا کر بھیجا آپ کی تبلیغی کاوشوں سے متاثر ہو کر قبیلہ جہینہ کے تقریبا دو سو افراد نے اسلام قبول کیا"۔ (۲)

اصلاح معاشرہ کے لئے صحابیات معلمات کا کردار

رسول کریم ﷺ جہاں مردوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام فرماتے اُسی طرح خواتین کی تعلیم وتربیت کا بھی اہتمام فرماتے جس سے بہت ساری خواتین مستفید ہوئیں، آپ ﷺ سے استفادہ کے بعد حضرت عائشہ، حضرت شفاء بنت عبد اللہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہن نے اس منہج اصلاح معاشرہ کو اختیار فرمایا اور نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑی۔ جس وجہ سے آنے والے دور میں علوم کی تدوین خصوصا حدیث وسیرت میں ان کے تربیت یافتہ لوگوں کا نمایاں کردار ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسلامی قانون میں دسترس حاصل تھی اس دور کے عظیم ترین مسلم ماہرین قانون کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع فرماتے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"ظہور اسلام کے وقت قبیلہ قریش کے سترہ مردوں کے لکھنا پڑھنا جاننے کے علاوہ ایک قریشی خاتون قرات وکتابت سے آشنا تھی جو شفا بنت عبد اللہ عدویہ تھیں، حضرت حفصہ نے انہی سے تعلیم حاصل کی تھی معاشرتی اصلاح کے لیے انہوں نے اپنے معلمانہ تقرر کے بعد ریاست مدینہ کی خواتین کو تعلیمی زیور سے آراستہ فرمایا اور کئی گھرانوں میں دعوت اسلام کو پہنچایا جس سے متاثر ہو کر قبیلہ جہینہ کی ستر خواتین نے اپنے مردوں اور بچوں سمیت اسلام قبول کیا"۔ (۳)

(۱) المستدرک، حدیث نمبر: ۶۲۹۱، ۳/۶۴۸

(۲) البدایۃ والنہایۃ، ۱/۱۴۵

(۳) ایضاً، ۳/۳۰۲

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات المؤمنین اور دیگر معلمات صحابیات نے بھی ریاست کی تعلیم و تربیت اور اصلاح معاشرہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ بحیثیت فرد شناس تعلیمی امور کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کرتے جو اس ذمہ داری کے لیے انتہائی موزوں اور قابل ہوتے۔ البتہ یہ انتخاب موقع و محل کی مناسبت کے اعتبار سے ہوتا تھا۔ اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوتِ دین اور اصلاح معاشرہ کے لئے منتخب فرمایا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جن افراد کو بطور معلّم بھیجا گیا ان میں معلّمانہ اوصاف اور تعلیمی و تربیتی اہلیت اعلیٰ پائے کی تھی اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے خاص دردِ دل رکھتے تھے۔ جنہوں نے مسلم معاشرہ کی اصلاح کے لئے علمی، تبلیغی، سیاسی، جنگی، معاشی، معاشرتی، سفارتی اور دیگر اہم ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کیا۔ یہ بات بلامبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ انہی نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے دین اسلام چہار دانگ عالم میں پھیلا۔ عصر حاضر اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آج کا مسلم نوجوان انہی عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو اُمت مسلمہ کی تعمیر و ترقی بشمول سائنس و ٹیکنالوجی کے حصول اور رفاہِ عامہ کے لئے وقف کر دے۔

مقالہ ہٰذا کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش خدمت ہیں۔

١۔ عہد نبوی کے منہج تعلیم و تربیت اور اصلاح معاشرہ کے لئے کئے گئے اقدامات کو سامنے رکھتے ہوئے ایسا نصابِ تعلیم مرتب کیا جائے جس سے ایسا صالح معاشرہ پروان چڑھے جو کرپشن، چوری، ڈاکہ زنی، شراب نوشی سمیت تمام اخلاقی برائیوں سے پاک صاف ہو۔

٢۔ اربابِ اختیار کو چاہیئے کہ سکولز، کالجز، مدارس کی سطح پر خصوصی طور پر تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کریں۔

٣۔ اساتذہ کرام، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج تربیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر دورانیہ کے آخری پانچ منٹ تربیتی و اصلاحی پہلو پر گفتگو فرمائیں۔

٤۔ گلی، محلہ، قصبہ، دیہات اور ٹاؤنز کی سطح پر معاشرہ کے صالح افراد کے ساتھ مل کر ایسی اکیڈمیز، NGOsبنائی جائیں جہاں پر نوجوانوں کی تعمیری و سماجی سرگرمیوں کو خوب جلا بخشی جائے۔

٥۔ الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا پر نوجوانوں کی دلچسپی کے مطابق اخلاقی و سماجی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام کیا جائے۔

٦۔ مسلم نوجوانوں کو کتاب کی افادیت سمجھاتے ہوئے مختلف لائبریریوں میں موجود اسلاف کے قیمتی اثاثہ جات کی طرف راغب کیا جائے اور حکومتی سطح پر معاشرے میں لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔